توحید پر قائم ہو کر بنی نوع انسان کو بلائیں تو یہی اک راہ ہے جس سے مرتی ہوئی دنیا پھر سے زندہ ہو سکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 / جولائی 1997ء بمقام اسلام آباد۔ لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

الحمدللہ، کہ آج ہمارا یوکے کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور اس جلسے کو رفتہ رفتہ ایک عالمی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ایک مرکزیت عطا ہو گئی ہے جس کے نتیجے میں لوگ اسی طرح ذوق شوق سے شامل ہونے کے لئے آتے ہیں جیسے کبھی پاکستان کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ تعداد کے لحاظ سے یہ درست ہے کہ اس کی نسبت بہت کم تعداد ہے مگر نمائندگی کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ جلسوں سے کسی طرح بھی کم نہیں لیکن یہ آج کا جلسہ جو شروع ہو رہا ہے یہ تمام جلسوں میں ایک فوقیت رکھتا ہے اور ایک ایسا استثنائی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے جو باقی پہلے نہ یہاں کے جلسوں کو نصیب ہوا اور نہ اور جگہوں کے جلسوں کو کبھی اس کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا مجھے بھی پہلے کچھ دنوں تک علم نہیں تھا اور میں حسب دستور جلسہ سالانہ کی تیاری کے لئے وہ تقاریر جو گزشتہ جلسوں میں ہوتی رہیں انہیں کے تسلسل میں آگے مضمون کو بڑھاتا رہا لیکن مجھے کچھ عرصہ پہلے ایک احمدی دوست نے مطلع کیا کہ جلسہ 1997ء عام جلسہ نہیں ہے بلکہ مختلف ایک الگ چیز ہے کیونکہ 1897ء میں یہی جلسہ جو قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منعقد فرمایا اس کی الگ ایک نرالی شان تھی جو نہ پہلے کسی جلسے کو نصیب ہوئی اور نہ بعد میں کسی کو نصیب ہوئی

اور جو مضامین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چنے وہ بھی ایسے مضامین تھے جن کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ اس سے پہلے میں مسلسل اس سال اپنے خطبات میں ان مضامین کو موضوع بنا چکا ہوں۔تو یہ ایک اتفاق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارہ تھا جس سے معلوم ہوا کہ ہمارا اس دفعہ کا جلسہ 1897ء کے جلسے سے کئی طرح کی مشابہت رکھے گا اور یہ سال بھی ایک خصوصی سال ہے۔جب اس طرف توجہ ہوئی تو میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات جو 1897ء میں ہوئے تھے ان کو نکلوایا اور وہ الہامات کا سلسلہ اپنی ذات میں جماعت احمدیہ کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری ہے۔چنانچہ بہت سے ایسے امور ہیں جو اس جلسے سے خاص تعلق رکھتے ہیں جن کو انشاءاللہ تعالیٰ اختتامی اجلاس میں پیش کیا جائے گا اور پھر آئندہ آنے والے اجلاس میں یا جتنے بھی اجلاس ہوں گے ان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے 1897ء میں ہونے والے جلسے کی نقل ہی پیش کی جائے گی اور بہت سے ایسے مضامین ہیں جو طے شدہ ہیں۔حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں بیان شدہ ہیں۔مجھے وہ صرف آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے ہیں اور آپ کو اپنی یادداشت کے حوالے سے یہ دیکھنا ہوگا کہ بعینہٖ یہی باتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1897ء کے جلسے کے لئے چنی تھیں وہ اس سال میں احباب کی خدمت میں پیش کرتا رہا ہوں۔مگر بہتر الفاظ میں اور خدا تعالیٰ کی تائید سے بھرپور الفاظ میں مَیں انشاءاللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔آج کے خطبہ کے لئے میں نے صرف الہامات کو موضوع سخن بنایا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہامات اس سال یعنی 1897ء میں ہوئے جو اب 1997ء بن چکا ہے یعنی پورے سو سال کے بعد جو 97ء کا سال ظہور پذیر ہو رہا ہے اس سال میں ایک سو سال پہلے یعنی 97ء کے سال میں ایک سو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو الہامات ہوئے وہ اپنی ذات میں ایک عجیب شان رکھتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے لئے آئندہ بہت بڑی خوشخبریاں لے کر آئے ہیں۔

3رجنوری 1997ء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ چند روز ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مبشر الہام ہوا انّی مع الافواج اٰتیک بغتۃ یعنی میں فوجوں

کے ساتھ ناگاہ تیرے پاس آنے والا ہوں۔ یہ کسی عظیم الشان نشان کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ (تذکرہ: 242)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کے نام جو خطوط لکھے ان میں 3 /جنوری کے خط میں اس کا ذکر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مکتوب میں جو مارچ 1897ء کے بعد کا ہے، لکھا ہے ''اس جگہ ہندوؤں کے ہر روزہ مقابلہ سے نہایت کم فرصتی رہتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی نشان دکھانے والا ہے۔'' (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ: 354) یہ جو ہندوؤں کا ذکر خصوصیت سے کر کے اور یہ فرمایا گیا کہ خدا تعالیٰ کوئی نشان دکھانے والا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہونے والی تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احساس سا تھا اور واقعۃً پھر وہ کیسے ہوئی میں یہ آج انشاءاللہ آج کی افتتاحی تقریر میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

12 /مارچ 1897ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ لکھا ''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور سے رجوع ہوگا۔ (تذکرہ: 247) اور خدا تعالیٰ کے فضل سے 1897ء کے مقابل پر یہ جو 1997ء ہے اسی سال ہندوستان میں غیر معمولی تبلیغی تحریکات چل پڑی ہیں اور کثرت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ ہم امید رکھتے ہیں کہ انشاءاللہ تعالیٰ جیسا کہ سو سال پہلے پیشگوئی کی گئی تھی بڑے زور سے آگے بڑھے گا۔ فرمایا 15 /مارچ کو اس تحریر کے وقت جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں قلم تھا اور آپ کچھ لکھ رہے تھے اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا ہے اور وہ یہ ہے ''سلامت بر تو اے مرد سلامت'' (تذکرہ: 247)۔ یعنی اے سلامتی بخش شخص تیرے لئے سلامتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو کچھ خطرات درپیش تھے جن کے متعلق پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دے دی کہ تیرے مقدر میں سلامتی ہے اور کسی قسم کے فکر کی ضرورت نہیں۔

پھر 9 /جون 1897ء کے خط میں آپ فرماتے ہیں ''خدا تعالیٰ نہایت توجہ سے اس سلسلے کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ یہ الہام کہ: **انی مع الافواج اتیک بغتة** صاف دلالت کر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ

کا کوئی اور نشان ظہور میں آنے والا ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ:355) یہ جو اور نشان ہے یہ تحریر 9 / جون کی ہے جس سے پہلے لیکھرام کا نشان اپنی بڑی شان وشوکت کے ساتھ پورا ہو چکا تھا۔ پس 9 / جون کے بعد پھر آپ کا یہ فرمانا کہ ایک اور نشان بڑی شان کے ساتھ پورا ہونے والا ہے اور اس کو ’’انی مع الافواج اتیک بغتة‘‘ کے ساتھ منسلک کرنا۔ یہ بھی جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت عظیم خوشخبری ہے جو انشاءاللہ جلد پوری ہوگی۔

پھر 29 / جولائی 1897ء کو آپ نے فرمایا: **ان الذی فرض علیک القرآن لرآدک الیٰ معاد. انی مع الافواج اتیک بغتة. یاتیک نصرتی انی انا الرحمان ذو المجد والعلی** (تذکرہ ایڈیشن چہارم:257)۔ حضور علیہ السلام خود اس کا ترجمہ کرتے ہیں: **یعنی وہ قادر خدا جس نے تیرے پر قرآن فرض کیا پھر تجھے واپس لائے گا یعنی انجام بخیر وعافیت ہوگا۔ میں اپنی فوجوں کے سمیت (جو ملائکہ ہیں) ایک ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا۔ میں رحمت کرنے والا ہوں۔ میں ہی ہوں جو بزرگی اور بلندی سے مخصوص ہے۔ یعنی میرا ہی بول بالا رہے گا۔**

پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا کہ ’’مخالفوں میں پھوٹ ۔۔۔ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق (اور اخیر حکم) ابراء یعنی بے قصور ٹھہرانا‘‘ اور پھر اخیر حکم یہ بریکٹ میں ہے کہ آخری حکم جو خدا کی طرف سے نازل ہوا وہ ہے ابراء۔ کسی کو بے قصور ٹھہرانا۔ یہ مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق اس میں جو مخالفوں کی پھوٹ ہے یہ خاص طور پر آپ کے پیش نظر رہنا چاہئے کیونکہ اس سال کا یہ بھی ایک موضوع ہے کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پھوٹ ڈالی جائے گی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے اور تتر بتر ہو جائیں گے۔

پھر ساتھ اس کے یہ الہام ہوا کہ ’’بلجت آیاتی‘‘ کہ میرے نشان روشن ہوں گے اور ان کے ثبوت زیادہ سے زیادہ ظاہر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس مقدمے میں جو ستمبر 1899ء میں عدالت مسٹر جے آر ریمنڈ میں عبدالحمید ملزم نے دوبارہ اقرار کیا کہ میرا پہلا بیان جھوٹا تھا۔ (تذکرہ:256)

پھر 29 / جولائی 1897ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک اور الہام ہوا: ’’**لواء فتح** یعنی فتح کا جھنڈا۔‘‘ (تذکرہ ایڈیشن چہارم:256)

14؍ جنوری 1897ء کو ایک اور الہام ہوا ’’میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنے سے خون ہوتا جاتا ہے۔...... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے‘‘۔ (تذکرہ ایڈیشن چہارم: 244) یہ اس سال کا مزاج ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سال کے آغاز میں مطلع فرمایا گیا۔

یہ سال توحید کا سال ہے اور توحید اپنی ہر شان سے ظاہر و باہر ہوگی اور نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے چمکے گی۔ فرمایا ’’آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اس نے چاہا کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے۔ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتا لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ نہ وہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت بہت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی‘‘۔ (تذکرہ ایڈیشن چہارم: 244)

علامات کے درمیان جو میں نے یہ توحید کا ذکر کیا ہے اس میں بعض ایسے الفاظ ہیں جن کو

سمجھانے کی ضرورت ہے جن کی تشریح کی ضرورت ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا میرے نزدیک یہ جماعت احمدیہ کے لئے اب ایک ہی مضمون باقی ہے وہ توحید کا مضمون ہے۔ باقی جتنی بھی باتیں ہیں وہ توحید ہی کے گرد گھومتی ہیں اور توحید سے متعلق میں آپ کو مطلع کر رہا ہوں اور کافی عرصے سے مطلع کر رہا ہوں کہ **اگر آپ توحید پر قائم ہو جائیں اور توحید کی طرف بنی نوع انسان کو بلائیں تو یہ ایک ہی راہ ہے جس سے مرتی ہوئی دنیا پھر سے زندہ ہو سکتی ہے۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تحریر میں جھوٹے خداؤں اور جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا ہے اور یہ وہ فقرے ہیں جو تشریح طلب ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جھوٹ کا لفظ منسوب کر ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ آپ تو خود عیسیٰؑ کے مثیل ہیں۔ اس لئے نعوذ باللہ یہ مطلب لینا کہ گویا وہ عیسیٰ جو جھوٹا تھا نعوذ باللہ دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ یہ وہ دشمن جو عیسائی بھی ہیں اور مسلمان معاندین بھی ہیں وہ ان عبارتوں سے غلط استفادہ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دیکھو یہ اچھا مسیح ہے۔ جس نے پہلے مسیح کو جھوٹا قرار دیا جس نے پہلے مسیح کی ماں کو جھوٹا قرار دیا اور اب خود مسیح بنتا ہے اور اسی مسیح کی ہم شکل اور شبیہہ ہونے میں فخر کرتا ہے اور جہاں تک مسلمان معاندین کا تعلق ہے انہوں نے اس عبارت کو بہت اچھالا ہے اور یہاں تک کہا کہ دیکھو اب اپنے منہ سے یہ اقراری جھوٹا ہے۔ **نعوذ باللہ من ذالک**۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کہتے ہیں کہ اقراری مجرم ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس کے شبیہہ ہونے پر، جس کے مثیل ہونے پر ان صاحب کو فخر ہے اس کے متعلق خود لکھتے ہیں کہ جھوٹا ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس کی ماں بھی جھوٹی تھی۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیحؑ کے خدا بنائے جانے کو جھوٹ قرار دے رہے ہیں اور حضرت مریمؑ کی طرف اس غلط بات کو منسوب کرنے کو جھوٹ قرار دے رہے ہیں کہ گویا حضرت مریمؑ خود اس بات پر فخر محسوس کرتی تھیں کہ انہوں نے خدا کے بیٹے کو جنم دیا ہے۔ پس جو غلط تصورات دنیا میں پھیل چکے ہیں ان تصورات نے ایک عیسیٰؑ کی شکل پیش کی۔ ان جھوٹے اور غلط تصورات نے حضرت مریمؑ کو معبود بنا کر دکھایا اور خدا تعالیٰ کی بیوی بنا کر دنیا سے متعارف کروایا۔ یہ باتیں ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سختی سے انکار فرماتے ہیں اور ان کو توحید باری تعالیٰ کے خلاف قرار دیتے ہیں اور توحید کے خلاف جو بھی معبود ہوگا وہ بحیثیت معبود کے

جھوٹا ہوگا۔اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر میں حضرت مسیح اور حضرت مریمؑ کے متعلق بعض سختی کے پہلو دکھائی دیں گے لیکن جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ایک حقیقت تھے، جو خدا کے ایک برگزیدہ رسولؑ تھے، جو خدا کے ایک ادنیٰ بندہ اور ادنیٰ بندہ ہونے پر فخر محسوس کیا کرتے تھے جن کا ذکر قرآن کریم میں محفوظ ہے اور اس مریم کا جو اس سچے بندے کی ماں تھی اس مریم کا ذکر جہاں جہاں فرمایا ہے انتہائی محبت کے ساتھ، انتہائی انکساری کے ساتھ، انتہائی جذبہ عشق کے ساتھ اور یہ ظاہر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ دو انسانوں میں بے مثال انسان گزرے ہیں جن کے اندر غیر معمولی صفات تھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو خدا کے موحد بندے تھے ان کا ایک ایسا مرتبہ شناخت کرتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت مسیح کا وہ مرتبہ شناخت نہیں کیا گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار دنیا کو مطلع کرتے ہیں کہ مسیح کو جو مسیح کہا گیا اور نبی سے علاوہ نام دیا گیا اس نام میں آئندہ کے لئے بہت بڑی خوشخبریاں مضمر ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ مسیحیت مسیح کی وہ شان ہے جو عبودیت کی شان ہے، معبودیت کی نہیں اور اس شان کے ساتھ مسیح کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ جب بھی خدا کی توحید کو خطرہ ہوگا مسیح کی روح بے چین ہوگی اور گویا مسیح خود دوبارہ دنیا میں نازل ہوگا لیکن اس بے چینی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام توحید کی خاطر بے چینی قرار دیتے ہیں جس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت مسیح کہیں اس وقت دنیا میں بیٹھے ہوئے واقعۃً بے چین ہو کر دوبارہ اترنے کی تمنا کر رہے ہیں۔ یہ ایک تشخص ہے۔مسیحیت ایک ایسا روحانی وجود ہے جو پہلی دفعہ حضرت مسیح کی ذات میں متمثل ہوا ہے اس سے پہلے کی تمام دنیا کے انبیاءؑ مسیحیت کے نام سے ناواقف تھے اور مسیحیت نے ان کے وجود میں تشخص اختیار نہیں کیا تھا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جسے آپ کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ جہاں اس کے ساتھ آپ میں ایک طاقت پیدا ہوگی کہ جھوٹے حملوں کا دفاع کر سکیں وہاں اس کی روح سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کرنے کی آپ کو توفیق عطا ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک مسیحیت جو سچی مسیحیت ہے اس میں اور مسیحی دنیا میں ایک بڑا اور نمایاں فرق ہے۔ سچی مسیحیت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ صرف اپنے وقت کے لئے نہیں بلکہ یہ ایک ایسی روح ہے جس کا توحید کے ساتھ گہرا تعلق ہے

اور یہ بار بار اترنے والی روح ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی جب مسیح نے پیشگوئی کی اور گویا آنحضرتؐ کے آنے کو اپنا آنا قرار دیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہی مسیحیت تھی جو دوبارہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں دنیا میں ظاہر ہوئی ہے اور آنحضرت ﷺ کو جو مردوں کو زندہ کرنے کی توفیق ملی ہے اس کا ایک تعلق تو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایک خاص شان نصیب ہوئی لیکن اس کا تعلق انبیاءؑ سے بھی ہے اور پہلا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے جو توحید کے ایسے علمبردار تھے کہ نبیوں میں آپ نے جو مردوں کو زندہ کرنے کے لئے دعائیں مانگیں اور آپ کو جو نشان دکھائے گئے ان میں دراصل آنحضرت ﷺ کے ظاہر ہونے کی پیشگوئیاں تھیں اور مسیح کو جو عبودیت کے ساتھ اور خدا کی توحید کے ساتھ نسبت تھی آپ نے بھی جب بے قراری سے دعائیں کیں اور یہ چاہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس للٰہی محبت کو عام کر دے اور ہمیشہ کے لئے قائم کر دے تو وہ بے قرار دعائیں مسیح کی ایسی تھیں جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی صورت میں اس طرح پوری ہوئیں کہ گویا آپ کا آنا ایک رنگ میں مسیح کا آنا تھا۔ پس جہاں لفظ محمدؐ کو حضرت موسیٰ سے ایک نسبت ہے وہاں لفظ مسیحیت کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام احمد سے نسبت ہے اور اسی رستے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ احمد ہے جو آج دنیا پر طلوع ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اگر مسیح کا جلوہ نہ دکھاتے، مسیحیت کا جلوہ آپ کی ذات میں مشتمل نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کی نمائندگی میں احمدیت کا جلوہ دکھا سکتے۔

پس مسیحیت سے ہمیں ایک نسبت ہے، گہرا تعلق ہے اور مسیحیت ایک روح کا نام ہے یعنی Soul نہیں بلکہ روح ایک مزاج کا نام ہے جو ہمیشہ توحید سے تعلق رکھتی رہے گی اور ہمیشہ جب بھی توحید کو خطرہ ہوگا رونما ہوگی۔ یہ وہ مسیح کی حقیقت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھی اور بیان فرمائی۔ پس وہ سارے لوگ جو اس تحریر کا حوالہ دے کر جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے غلط ترجمہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کی ذات پر تمسخر اڑاتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مسیحیت کا جلوہ قرار دیا اور خود قرآن کریم نے یہی بیان فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا آنا گویا مسیح کا آنا تھا۔ تو یہ مسلمان کہلانے والے علماء جو تضحیک اور تمسخر کے عادی ہو چکے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے وہ غلط

معنی لے کر اچھلتے ہیں اور گز بھر اچھلتے ہیں اور اس سے زیادہ اچھلنے کی ان کو توفیق بھی نہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدیت پر غلط اور جھوٹے حملے کرتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسیحیت کے دشمن ہیں جو مسیح کی نہیں تھی بلکہ اکثر لفظ یسوع کے نام کے ساتھ یاد کی جاتی ہے۔ اس مسیحیت کے دشمن ہیں جو خود مسیح کی دشمن ہے جس نے مسیح کے وجود کو ایک ایسی شکل میں دنیا کے سامنے ابھارا کہ قیامت کے دن قرآن کریم کے نزدیک خود مسیح کو اس مسیحیت کا انکار کرنا پڑے گا اور اس شخصیت کا انکار کرنا پڑے گا جو آپ کی طرف منسوب کی گئی تھی۔ پس یہ وہ بنیادی طرز کلام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار فرمائی۔ کہیں آپ کو بہت بڑے اور سخت لفظ دکھائی دیں گے جو یسوع کے متعلق بولے گئے ہیں اور کہیں ایک عشق کا دریا رواں ہو جاتا ہے اور اتنا تقدس ہے مسیحیت کا کہ گویا مسیحیت خود آنحضرت ﷺ کی ذات میں جلوہ گر ہو چکی ہے اور اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئندہ زمانوں کے لئے نجات دہندہ قرار دیتے ہیں۔ پس جو بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے طرز کلام کو نہیں سمجھے گا وہ اس تفریق کو پہچان نہیں سکتا اور اسی وجہ سے بہت سے شوخوں نے ٹھوکر کھائی اور شوخیوں میں بہت آگے بڑھ گئے۔ پس میں آپ کے سامنے یہ تحریر پڑھ چکا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس مضمون کو خاص طور پر سمجھیں گے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں **”تو آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے“** اس میں کچھ ایسے جھوٹے خدا بھی ہیں جو خدا بنتے ہیں اور خدا ہوتے نہیں اور کچھ ایسے سچے انسان بھی ہیں جن کی طرف جھوٹی خدائی منسوب کر دی گئی ہے۔ پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک ایسا دور آنے والا ہے کہ یہ سچے لوگ اپنی جھوٹی خدائیوں سے منقطع کئے جائیں گے یعنی مسیح کو ایک ایسا مقام اور مرتبہ حاصل ہوگا کہ وہ اپنے اوپر عائد کردہ تمام الزامات سے بری کیا جائے گا اور دنیا کے سامنے خدا کے موحد سچے عاشق رسولؐ کے طور پر پیش ہوگا جس کے فیض کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ یہ جو قیامت تک ممتد ہونے کا مضمون ہے اس کا تعلق مسیحیت کے ساتھ بہت گہرا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں کثرت سے یہ مضمون ملتا ہے لیکن اس وقت میں اس مضمون کو نہیں چھیڑوں گا کیونکہ جمعہ کے دوران چند مختصر الہامات آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جن کا انشاء اللہ تعالیٰ

جماعت احمدیہ کے قریب کے مستقبل سے اور بعید کے مستقبل سے تعلق ہے اور وہ خدا کے فضل سے اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا دیکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام 17/فروری کے اشتہار میں لکھ رہے ہیں ''**ایک عرصہ ہوا کہ مجھے الہام ہوا تھا ''وسع مکانک، یاتون من کل فج عمیق ''یعنی اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دور دور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔۔۔ پھر یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ پیشگوئی پھر زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔''والله یفعل ما یشآء لا مانع لما اراد**''(تذکرہ ایڈیشن چہارم:246)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **وسع مکانک** اور **یاتون من کل فج عمیق** کے متعلق جو الہام جماعت کو سنایا، 1897ء کا وہ سال ہے جو 1997ء میں دہرایا جا رہا ہے اور آج **وسع مکانک** کا ایک عجیب نظارہ ہم دیکھ رہے ہیں اور **یاتون من کل فج عمیق** کا ایک ایسا مضمون ظاہر ہو رہا ہے جو اس سے پہلے عموماً لوگوں کی توجہ کا مرکز نہ بنا۔ **فج عمیق** سے عام طور پر خشک راستے لئے جاتے ہیں جو کثرت کے ساتھ چلنے کے نتیجے میں گہرے ہو جاتے ہیں لیکن جیسا کہ اس سے پہلے میں نے ایک مضمون میں یہ دکھایا تھا اور عرب لغت کے حوالے سے بتایا تھا کہ **فج عمیق** سمندری رستوں کو بھی کہتے ہیں جو بہت گہرے ہوتے ہیں اور **عمیق** کا لفظ چند کھڈوں پر اتنا اطلاق نہیں پاتا جتنا سمندری رستوں پر اطلاق پاتا ہے۔تو مراد یہ تھی کہ کثرت کے ساتھ لوگ سمندری سفر کر کے آپ کے پاس پہنچیں گے۔اس زمانے میں **فج عمیق** کا یہ ترجمہ بالکل درست تھا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کثرت کے ساتھ سمندری سفر کرنے والے آئے۔کوئی امریکہ سے آیا، کوئی آسٹریلیا سے آیا۔کوئی دوسرے ممالک سے آئے مگر **فج عمیق** کا لفظ خشک رستوں پر اطلاق پاتا رہا اور قادیان کا رستہ گہرے گڑھوں میں تبدیل ہو گیا کیونکہ کثرت سے لوگ ان پر آتے رہے۔**فج عمیق** سمندروں کے رستوں کی بھی نشان دہی کرتا رہا کہ بہت گہرے سمندروں سے گزر کر لوگ آپ کے پاس پہنچتے رہے مگر 1997ء میں اس **فج عمیق** کا ایک اور معنی بھی ظاہر ہوا ہے اور وہ ہوائی راستے ہیں۔یعنی ان کے نیچے اتنی گہری زمین ہوتی ہے، اتنی دور ہوتی ہے کہ سمندر کی سطح پر چلنے والے جہازوں کے نیچے سمندر کی تہہ اتنی دور نہیں ہوتی جتنی آسمان پر

چلنے والے جہازوں کے نیچے زمین کی سطح ہوتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ان ہی چند لفظوں میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا رہا، مختلف صورتیں دکھاتا رہا۔ کبھی محض خشک رستوں پر اطلاق پایا، کبھی سمندری جہازوں پر اس کا اطلاق ہوا اور کبھی آج جیسا کہ آج ہو رہا ہے دور دور سے ہوائی جہازوں پر لوگ کثرت کے ساتھ یہاں پہنچ رہے ہیں اور تمام دنیا سے **فج عمیق** کا یہ نیا مضمون ظاہر ہو رہا ہے اور ساتھ فرمایا '**وسع مکانک**' کہ اپنے مکان کو وسیع کر۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل کے ساتھ اپنے مکان کو اس طرح وسعت دے رہی ہے کہ جہاں تک زمین کا تعلق ہے کثرت کے ساتھ پھیل رہی ہے اور یہ مضمون **وسع مکانک** میں انشاء اللہ کل کی تقریر میں آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن **وسع مکانک** میں ایک خدا کا مکان ہے جس کو وسعت دینا ہمارا کام ہے اور دراصل خدا کا مکان جو اس دنیا میں ہمارے دلوں میں بنتا ہے جب وہ ظاہری صورت میں مساجد بن کر دکھائی دینے لگتا ہے تو ہمارے دل کا تعلق مساجد کے ساتھ دراصل **وسع مکانک** کی ایک اور تفسیر ہے اور یہی وہ سال ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ میں نے جماعتوں کو کثرت کے ساتھ نئی مساجد بنانے کی تحریک کی ہے اور یہ امر واقع ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا چند دن پہلے تک میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اس طرح نہیں تھے کہ جو 1897ء کو 1997ء سے ملانے والے ہوں اس لئے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ جب میں نے توجہ دی تو حیران ہوا کہ مساجد کی توسیع کے متعلق جو جماعت کے منصوبے ہیں وہ بعینہ اسی سال میں بنے اور اسی سال میں نشو ونما پائے اور انشاء اللہ ان پر عمل درآمد بھی آپ اس سال کے اکثر حصے میں دیکھیں گے۔ **واللہ یفعل ما یشآء لا مانع لما اراد** ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دوسری دفعہ پھر الہام ہوا ہے بعید نہیں کہ آئندہ آنے والے 1997ء کی طرف اس کا اشارہ ہو۔ فرمایا یہ دوبارہ الہام ہوا ہے۔ اس کا مطلب میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سال جو 1997ء ہے اور 1997ء کی تکرار ہے اس سال کی طرف اشارہ تھا چنانچہ فرمایا ''**یفعل ما یشاء لا مانع لما اراد** '' کہ کچھ ہو کر رہنے والا ہے اور وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ ناممکن ہے کہ خدا کی بات کو کوئی تبدیل کر سکے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مجھے میرے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا ہے '**الارض والسمآء**

معک کماھو معی. قل لی الارض والسماء. قل لی سلام. فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر. ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون. یاتی نصر اللہ. انا سننذر العالم کلہ. انا سننزل. انا اللہ لاالہ الاانا‘‘ (تذکرہ ایڈیشن چہارم:249)

یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ترجمے کے ساتھ پیش کیا ہے جو خود اپنی ذات میں ایک تشریح اور تفسیر کے معنی رکھتا ہے فرماتے ہیں یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی طاقتیں اور خدائی نوشتے تیری تائید کریں گے۔اس زمین پر تو اپنی کوشش کر لیکن آسمان سے ایسی ہوائیں چلائی جائیں گی جو تیری مددگار ثابت ہوں گی۔اس زمانے میں آسمان کس طرح ساتھ تھا یہ فرشتوں کا نزول ہو رہا تھا۔

قادیان میں طرح طرح کے آسمانی نشان دکھائے جا رہے تھے خود اس سال میں یعنی 1897ء یعنی 97ء کے لحاظ سے جو دہرایا جا رہا ہے۔عظیم الشان نشانات اس سال دکھائے گئے تھے ان کا ذکر بعد میں کروں گا لیکن یہاں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہی الہام ایک نیا رنگ اختیار کر جاتا ہے جب اس کو 1997ء میں پڑھتے ہیں۔آسمان کا ساتھ ہونا MTA کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ MTA کے ذریعہ کل عالم میں آسمان نے جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔اس کثرت کے ساتھ وحدت نصیب ہوئی ہے کہ جب ہم اس الہام کو 1897ء کی بجائے 1997ء میں پڑھتے ہیں تو پھر اس کے معنی ہیں آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی وہ آسمانی طاقتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں وہ بھی تیرے ساتھ ہوں گی جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے جس خدا کو پیش فرمایا وہ جیسا کہ آسمان پر تھا ویسا ہی زمین پر ظاہر ہوا۔مراد یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باقی انبیاءؑ سے کوئی فوقیت عطا ہوئی ہے۔ ہر نبی کے ساتھ آسمان کا خدا اترتا رہا ہے اور اس کے زمین پر اترنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمینی طاقتیں آسمانی طاقتوں کے سائے تلے اس کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔

پس اس پہلو سے ہم جب اس سال اس الہام کو پڑھتے ہیں تو آسمان ہمارے ساتھ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان کی متحرک طاقتیں، وہ ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہیں تھا اب کلیۃً جماعت احمدیہ

کی تائید میں ظاہر ہو چکا ہے اور رونما ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر ہوگا۔ فرماتے ہیں:

''میرے لئے سلامتی ہے اور وہ سلامتی جو خدائے قادر کے حضور میں سچائی کی نشست گاہ میں ہے''۔ اب یہاں یاد رکھئے ''**قل لی سلام فی مقعدصدق عند ملیک مقتدر**''

سلام کا لفظ خصوصیت سے مجھے گزشتہ چند سالوں میں الہام کے طور پر عطا کیا گیا۔ السلام علیکم کے الفاظ بار بار دہرائے گئے اور تجھ پر سلامتی یعنی ساری جماعت پر سلامتی جو میرے ساتھ ہے اس کے الفاظ خدا تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ مجھے عطا کئے۔ اسی سال وہ نشان بھی دیکھا گیا کہ ایک سلام کی بجائے میں نے دو سلام کہے تھے اور بیچ کا عرصہ کلیۃً غائب ہو گیا اور جب مجھے یاد کرایا گیا کہ میں سلام پھیر چکا تھا تو مجھے بالکل یاد نہیں رہا۔ تمام تر ذہن سے اور دل سے درمیانی عرصے کے نقوش مٹ چکے تھے اور یہ بھول کے نتیجے میں نہیں ہوا کرتا۔ جب ایک شخص بھول کر کوئی حرکت کرے اور سبحان اللہ کے ذریعے یا بعد میں اسے بتایا جائے تو یقیناً وہ غلطی کو محسوس کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے لیکن یہ کہ بیچ کا عرصہ اس طرح مٹ جائے جیسے انسان کا اس وقت وجود ہی نہیں تھا اور بتانے اور یاد کرانے کے باوجود یاد نہ آئے کہ میں نے پہلے بھی سلام پھیرا تھا، یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میں سمجھتا ہوں کہ نشان کے طور پر ظاہر ہوا تھا اور اسی سال کے انعامات میں جب میں نے **قل لی سلام** کے لفظ کو پڑھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی 1897ء کے سال کی برکت تھی جو یہ سلام دوبارہ میں نے کہا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام ہے جو خدا کی طرف سے آپ کو پہنچا جسے اس سال دہرایا جا رہا ہے۔ اس لئے نہ میری کوئی حیثیت ہے نہ ہم سب کی انفرادی طور پر کوئی حیثیت ہے بلکہ یہ سلامتی وہی ہے جو مسیح موعودؑ پر اترتی رہی اور آج پھر ہم پر دوبارہ اتر رہی ہے لیکن اس بات کو نہ بھولیں: **ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون**، اللہ ہمارے ساتھ ہے یہ کہنا تو آسان ہے اور جب یہ کہہ کر اس مضمون میں آگے قدم بڑھاتے ہیں تو پھر اس کی مشکلات بھی دکھائی دینے لگتی ہیں لیکن وہ مشکلات بھی خود اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حل کرتا چلا جاتا ہے۔ فرمایا **ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون** کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے

والے ہیں، جو اپنے تقوی میں نئے حسن کے رنگ بھرتے چلے جاتے ہیں، جن کا تقویٰ ایک مقام پر ٹھہرا نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ خوبصورت اور خوبصورت ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس اس الہام پر میں سمجھتا ہوں سب سے پہلی قابل توجہ بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا یہ مخاطب کرنا کہ آسمان اور زمین اس طرح تیرے ساتھ ہیں جس طرح میرے ساتھ اور پھر فرمانا **الـذيـن اتقوا و الذين هم محسنون** اللہ ان کے ساتھ ہوا کرتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اپنے تقویٰ میں نئے حسن بھرتے چلے جاتے ہیں۔اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ پر قائم بھی تھے اور آپ کا تقویٰ خوبصورت سے مزید خوبصورت ہوتا چلا جا رہا تھا اور اس میں حسن کے نئے رنگ بھرے جا رہے تھے۔اگر یہ بات ہو تو **یاتی نصر اللہ** اللہ کی نصرت ضرور آیا کرتی ہے۔میں جماعت کو گزشتہ نصف سال سے بڑھ کر یہ سمجھاتا چلا آرہا ہوں کہ خدا یقیناً ہمارے ساتھ ہے، ہمارے ساتھ رہے گا، اس کی نصرت ہمیں ضرور عطا ہوگی اور اس کی نصرت کے حصول کے لئے لازم ہے ہم اپنے اندر کچھ پاک تبدیلی کر کے دکھائیں اور وہ تقویٰ ہی ہے اور حسن تقویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کو کھینچا کرتا ہے اور نصرت ضرور آئے گی مگر ہمیں اپنے اندر لازماً پاک تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔ایسی پاک تبدیلیاں جو خدا تعالیٰ کی توجہ کا مرکز بنیں اور اللہ تعالیٰ حسن کی نگاہ سے اور سنجیدگی کی نگاہ سے آپ کی پاک تبدیلیوں کو دیکھ رہا ہو۔اگر یہ ہو تو ناممکن ہے کہ جماعت کی فتح کی تقدیر کو دنیا کی کوئی طاقت بدل سکے یہ ناممکن ہے اور جو میں دیکھ رہا ہوں اس سے مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں تقویٰ اور حسن تقویٰ کا معیار پہلے سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔کثرت کے ساتھ ایسے لوگ موجود ہیں جو یہاں بھی موجود ہوں گے جو پیدائشی احمدی تھے مگر ان کی توجہ تقویٰ کی طرف اور حسن تقویٰ کی طرف یعنی تقویٰ کو مزید حسین بنانے کی طرف اس طرح نہیں تھی جس طرح کہ گزشتہ چند مہینوں میں یا ایک دو سالوں میں ہوئی ہے۔واقعۃً کثرت سے مجھے ایسے خطوط ملتے ہیں جہاں احمدی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم پیدائشی احمدی تھے، ہم سمجھتے تھے کہ ہم احمدی ہیں مگر آپ کے خطبات نے ہمیں ہلا کر رکھ دیا ہے۔ایک نئے وجود کا احساس ہوا ہے جو ہمارے اندر موجود ہے مگر وہ وجود نہیں ہے جو ہم سمجھا کرتے تھے۔ہمیں اس وجود کے نقوش کو مٹانا پڑا ہے، نئے تقویٰ کے نقوش اس

کی جگہ لگانے پڑے ہیں یہاں تک کہ خدا کے فضل کے ساتھ اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اب صحیح رستے پر گامزن ہو چکے ہیں۔ یہ صحیح رستے پر گامزن ہونا نصرت چاہتا ہے اور جو کثرت سے اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم پر نصرت نازل ہوئی ہے اور آئندہ نازل ہوگی یہ اس بات کی یقینی شہادت ہے کہ یہ لوگ سچے ہیں۔ اگر یہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں نہ کرتے تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی غیر معمولی آسمانی نصرتیں ہم پر نازل ہوتیں جن کا ذکر انشاء اللہ جلسے کی باقی تقاریر میں ہوگا۔ فرماتے ہیں: **''خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کریں گے''**۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب متنبہ کریں گے تو آپ کے عاجز غلام ہم سب متنبہ کریں گے۔ پھر اللہ فرماتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں جو آپ اپنے رنگ میں تشریحی ترجمے کے طور پر پیش فرما رہے ہیں **''خدا کی مدد آتی ہے۔ ہم تمام دنیا کو متنبہ کریں گے''**۔ یہاں ہم سے مراد دراصل اللہ تعالیٰ ہے کہ دنیا کو انذار کے ذریعے ہلایا جائے گا۔ ہم آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ یہاں لفظ ہم استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ یاد رکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے متعلق لفظ ہم فرماتا ہے تو ہرگز اس میں کثرت کے معنی نہیں ہوتے۔ دو معانی ہیں جو لفظ ہم میں پائے جاتے ہیں ایک وہ معنی جو بادشاہ اپنی رعایا سے کلام کرتے ہیں تو ان کی شان اور شوکت کا اظہار لفظ ہم سے ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر ایک مرد بادشاہ ہے اور وہ کہتا ہے ہم یہ کریں گے تو لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ میں اکیلا مراد نہیں ہوں۔ یہ ساری طاقتیں جو میرے قدموں تلے ہیں جب میں ارادہ ظاہر کروں گا تو یہ ساری طاقتیں متحرک ہو جائیں گی۔ پس میری ہم کی حیثیت کے مقابل پر کسی کو سر اٹھانے کی مجال نہیں ہے کیونکہ تمام سلطنت حرکت میں آجاتی ہے جب بادشاہ کا ارادہ حرکت میں آتا ہے۔ تو یہاں ہم سے مراد معبودان کی کثرت نہیں ہے۔ یہاں خدا تعالیٰ کی خدائی کی کثرت مراد ہے۔ ساری کائنات آسمان اور آسمان کے اندر جو طاقتیں موجود ہیں، زمین اور زمین کے اندر جو طاقتیں موجود ہیں، جب بھی خدا تعالیٰ کا ارادہ حرکت میں آئے تو یہ ساری طاقتیں حرکت میں آجاتی ہیں۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اِنّــا کہنے لگ جاتا ہے۔ ہم ہیں جو یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ ہمارا فیصلہ ہو کر رہنے والا ہے۔ کوئی دنیا کی تقدیر اسے بدل نہیں سکتی۔ اس کے معاً بعد فرمایا: **انــا اللّٰـه لاالـه الاانـا** ' اسی الہام کے آخر پر انّــا کی تشریح فرما دی جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ہوں میں ہی، ایک ہی ہوں۔ میرے ایک کے ساتھ ہی یہ ساری کائنات کی جلوہ گری

ہے۔ میں ایک ہوں تو تمہیں کثرت سے چیزیں دکھائی دیتی ہیں مگر میں پھر بھی ایک ہی ہوں۔ میری ذات میں کوئی تبدیلی اور کوئی اضافہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ترجمہ ہے۔ ”میں ہی کامل اور سچا خدا ہوں۔ میرے سوا اور کوئی نہیں ہے“ (تذکرہ ایڈیشن چہارم: 249)۔ پس اگر ہم نے اپنی عبودیت کو خدا کے حضور اس طرح سجدہ ریز کر دیا کہ اس کی اِنّـا کی طاقتیں دنیا پر جلوہ گر ہوں اور بالآخر دنیا یہ دیکھ لے کہ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اگر خدا ایک ہی ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں تو اس کی مدد ہم لوگوں کے لئے اسی صورت میں ظاہر ہو گی جبکہ ہماری کوششوں کا آخری نتیجہ اس کی توحید کی جلوہ گری ہو۔ اس رنگ میں خدا کے دین کی خدمت کریں، اس رنگ میں اپنے نفوس کو مٹاتے ہوئے اپنے وجود کو کالعدم سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہوں کو آگے بڑھائیں کہ تمام دنیا میں توحید کی آواز جو بالآخر گونجے اس آواز کے تلے ہر دوسری آواز بند ہو جائے۔ اس ایک توحید، ایک خدا کے نیچے تمام دنیا کالعدم ہو جائے۔ ہم بھی اور ہماری ساری کوششیں بھی ہیں ہی کالعدم، ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ اس اَنَا کی ذات کے ہمارے ساتھ ملنے کے ساتھ ایک اِنّا وجود میں آیا ہے۔ مگر فی الحقیقت نہ ہم کچھ ہیں نہ ہماری کوششیں کوئی چیز ہیں۔ یہ تقدیر الٰہی ہے کہ اللہ ہی کا ارادہ ہے جس نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ دنیا میں ایک دفعہ ضرور توحید کی بادشاہی ہو گی اور ہر جھوٹا خدا مٹا دیا جائے گا۔ سو اس مقصد کے لئے آپ اٹھ کھڑے ہوں اور یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ آپ کی ان کوششوں کو ضرور بار آور فرمائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام بھی لازماً پورا ہو گا کہ ”میں تجھے برکت دوں گا اور بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ (تذکرہ: 259)۔ یہ بھی 1897ء کا الہام ہے۔ پس اب وقت آ رہا ہے کہ بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں سے جو توحید کے نور سے معطر تھے، ان کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہم اس کے وجود میں مٹتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ ہمیں اپنا کوئی وجود اس سے الگ دکھائی نہیں دے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔